Vol.3 No.3 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

آئینے کا آدمی:صبا اکرام

[1]Fouzia Shehzadi, [2]Dr. Muhammad Amjad Abid, [3]Saeed-Ur-Rehman, [4]Naila Akhter

ABSTRACT:

Saba Ikram is a multidimensional literary figure who enjoys high reputation among the modern poets. Contemporary consciousness and experience are reflected in his poetry as he faced challenges of life and invites attention of his readers to his poetry. 'Ainay ka Admi', is the compilation of his wonderful poetry and is such a mirror which manifests past, present and future times. The researcher has critically evaluated 'Ainay Ka Admi', and has found that his effort is a mirror in which a man could easily see his reflection.

Key Words: *Saba Ikram, Ainay Ka Admi, Urdu Poetry, Land, World Scenario, Nation, Optimism*

کلیدی الفاظ: صبا اکرام، آئینے کا آدمی، اردو شاعری، دھرتی، عالمی منظر نامہ، قوم، رجائیت

صبا اکرام ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ اردو نظم میں ان کی وجہ شہرت ان کی تصنیف ”آئینے کا آدمی“ ہے جو ۲۰۰۶ء میں میڈیا گرافکس کراچی سے شائع ہوئی۔ اس مجموعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ساری کی ساری نظمیں ہیں۔ اس کتاب کا انتساب انھوں نے اپنی بہن ریحانہ اور اپنے عم زاد اور برادرِ نسبتی خورشید پرویز کے نام' جو عہد جوانی میں ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے' لکھا ہے۔ اس تصنیف کے کل صفحات ۱۶۰ ہیں۔ ان میں آخری چار صفحات میں اشاریہ بیان کیا گیا ہے۔ فلیپ پر صبا اکرام کی ایک نظم ”جنم بھومی کے لیے اک نظم“ کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یونس احمر نے لکھی ہے۔ اس کا دیباچہ ”آئینے کا آدمی۔ ایک مختصر تاثر“ کے نام سے شمس الرحمن فاروقی نے لکھا ہے۔ صبا اکرام اپنے اس مجموعے کے پیش لفظ ”جدید نظم کا سفر“ کے آغاز میں لکھتے ہیں:

---

[1]Ph.D Urdu (Scholar), Department of Urdu, G.C University, Faisalabad
[2]Assistant Professor, Department of Urdu, University of Education, Lahore
[3]Mphil Urdu, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

[4]Mphil Urdu, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

"سنہ ۱۹۶۰ء کی دہائی کے اوائل میں جدید شعرا نے جب اپنا سفر شروع کیا تو ان کے رستے میں قدموں کے نشان پہلے سے موجود تھے۔ تصدق حسین خالد، عطا اللہ سجاد، ن۔ م راشد، میرا جی، مجید امجد، یوسف ظفر، قیوم نظر، مختار صدیقی اور ضیا جالندھری بلکہ فیض احمد فیض بھی، اُردو نظم کو اس وقت تک نئے امکانات کی منزلوں کی تلاش کی راہ پر گامزن کر چکے تھے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اُردو نظم ان ہی کی بدولت نئے مزاج سے آشنا ہوئی۔ مگر یہ نیا مزاج اردو نظم میں رچ بس کر اسے جدید شکل عطا کرنے میں اس وقت زیادہ معاون و مددگار ثابت ہوا جب نئے شاعروں نے اسے محدود اور مخصوص موضوعات کی قید سے رہائی دلائی اور نئی شعری زبان سے آشنا کیا۔ یہ زبان علامتوں، استعاروں اور امیجز کے ذریعے اظہار کی زبان تھی۔"۱

اس مجموعے میں صبا اکرام کی اُنسٹھ نظمیں ہیں جن میں سے مشہور نظمیں، آئینے کا آدمی، گوتم کے لیے ایک نظم، پوکھرن، فلسطین، اذاں تو آج بھی گونجی، انتظار، پاربتی کو ڈھونڈے، ستیہ، خواہشوں کا بوجھ، جلتی دھوپ کا سایہ، تمام اخبار بند کر دو، ایک مشورہ، زنجیر، قاتل، سایہ ڈھونڈتا ہوں، سیلاب کے بعد، فرار، تاش کے پتے، جمہوریت، آشیاں ڈھونڈتی ہے، واپسی، اخبار کی سرخی، بے کار چیزوں میں اور خمیدہ سر وغیرہ ہیں۔ ان نظموں میں صبا اکرام نے زندگی کے اہم پہلوؤں پر بحث کی ہے۔

موجودہ دور میں صبا اکرام کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ دنیا میں اپنی شناخت خود پیدا کر گئے۔ ان پر کسی شاعر کی چھاپ نہیں ہے۔ انھوں نے شاعری میں تجربات کیے۔ جس کی بدولت آج اُن کا مقام بلند مرتبے پر فائز ہے۔ وہ ادبی دنیا میں شاعر، نقاد اور کالم نویس کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ انھوں نے انگریزی اخبار "دی لیڈر" میں بھی کالم لکھے۔ صبا اکرام اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو بنگالی اور ہندی پر بھی عبور حاصل ہے۔ انھوں نے افسانہ نگاری بھی شروع کی جسے بہت سراہا گیا۔ ان کی شاعری کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ صبا اکرام صاف ذہن کے مالک ہیں۔ وہ اپنی بات کو بخوبی کہنا جانتے ہیں۔ ان کا قلم سے رشتہ ہمیشہ سے برقرار ہے سکون جیسی چیز انہیں بہت ہی کم نصیب ہوتی ہے۔ ان کا دل اور روح ہر لمحہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور بے چینی تخلیقات کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ نسیم انجم ایک کالم میں لکھتے ہیں کہ:

"ہر انسان کو اپنے بارے میں اچھی طرح اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ علم و آگہی کے دیے روشن کرنے کی صلاحیت اپنے آپ میں پاتا ہے یا اور تاریکیوں کے جنگل کو اپنے وجدان کی

Vol.3 No.3 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

روشنی میں بجھانے کی سکت رکھتا ہے یا پھر اسے اجالوں سے بیر ہے۔ صبا اکرام کو بھی اپنی
صلاحیتوں، صداقتوں اور سچائیوں کا بخوبی علم ہے۔" ۲

صبا اکرام کی شاعری میں زندگی کے تجربات بھی شامل ہیں۔صبا اکرام کا شمار جدید شاعروں میں ہوتا ہے۔انھوں نے ایک سال دس مہینے قیدیوں کی صورت میں گزارے۔ان دنوں کے تجربات کی عکاسی بھی ان کی شاعری میں واضح ہے۔وہ خود بھی زندگی کی مشکلات سے لڑتے رہے اور دوستوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے۔

ان کا مجموعہ شعری "آئینے کا آدمی" ایک ایسا آئینہ ہے جو ہمیں اپنا ماضی،حال اور مستقبل دکھاتا ہے۔اقبال نے کہا تھا کہ "اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی" کے مصداق اپنے اندر جھانکنے کے لیے آئینہ ہی درکار ہوتا ہے۔انسان جب اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا ہے تو اسے اپنا چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے۔نظم "آئینے کا آدمی" ملاحظہ ہو:

مرے چھوٹے بھائی نے

مجھ کو لکھا ہے

کہ آنگن میں جو نیم کا پیڑ تھا

اب کے طوفان میں گِر چکا ہے

وہاں ٹھنڈی چھاؤں نہیں

دھوپ کا سلسلہ ہے

مگر کھوج میں نان و نفقہ کی

نکلا ہوا

ایک کمزور سا آدمی

اپنے خوابوں کی

بیساکھیوں پر ٹنگا

زندگی بھر جو

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سوکھے ہوئے ہونٹ کی پیڑوں سے

کنویں تک کے

بے انت رستوں پہ چلتا رہا

آج بھی وہ مرے سامنے

آئینے میں کھڑا ہے (۳)

صبا اکرام نے اس نظم میں استعاراتی انداز میں آئینے کی خصوصیات بیان کی ہیں کہ کس طرح ہم جب آئینہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو پرانے اور نئے سب چہرے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ انہوں نے نظم "کلید گم گشتہ" میں بہت ہی اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایسے انسان جو اللہ کی طرف سے نعمت ہیں جو آج ہم میں نہیں ہیں ہم ان قیمتی لوگوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ گلیوں میں، محلوں میں اور بازاروں میں بھی ان جیسے لوگ ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔ اس مجموعے کے اندر صبا اکرام کی نظموں کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ان کا لب ولہجہ نرم ہے۔

صبا اکرام نے عام لوگوں کی طرح زندگی نہیں گزاری بلکہ ان کی زندگی بہت مختلف اور مصروف تھی۔ انہوں نے دنیا کے کئی دکھوں کو برداشت کیا اور دنیا کے پینترے بدلتے دیکھے لیکن پھر بھی ان کے مزاج میں شگفتگی باقی ہے یہ سارے معاملات ان کی شاعری میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

صبا اکرام کی شاعری میں ہندو دھرتی کے کردار زیادہ ہیں۔ مہاتما بدھ، گوتم بدھ، پوکھرن، شبد کا سکہ، اگنی پرکشا، لچھمن ریکھا، جمناتٹ پٹ، آتما سجائے گی، ستیہ شبھ نام وغیرہ یہ سب ہندو نام ہیں۔ لگتا ہے ان کے ساتھ صبا اکرام کو کافی نسبت ہے۔ "گوتم کے لیے ایک نظم" ملاحظہ ہو:

بدھ، تو نے سنا

تیرے بھگتیوں کی دھرتی کے

سینے میں

اک بان اگنی کا

اترا تھا جو قہر بن کر

وہی بیج شعلوں کا

اب تیری اپنی زمینوں

کی چھاتی میں بھی بو رہا ہے (۴)

اس نظم میں بار بار گوتم بدھ سے مخاطب ہو کر کلام کرتے ہیں اور خبر دار کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہشیار رہیں اور اچھے کاموں کی طرف توجہ دیں۔ ان کو نیچر میں رنگ بھرنا خوب آتا ہے۔ ان کا شعر دیکھیں جن میں نیچر کی خوبصورتی کو بھی بیان کرتے ہیں اور گوتم بدھ کی بھی بات کرتے ہیں۔

تھک کر جب بیٹھ گیا ہوں میں پیپل کی چھاؤں میں

گوتم آیا گوتم آیا شور مچا ہے گاؤں میں (۵)

صبا اکرام اصل میں ایک ادبی آدمی ہیں اور ان کے پاس ادبی دنیا کا بہت علم ہے اور ان کی زندگی کا پس منظر ان کی شخصیت میں بھرپور ملتا ہے۔ صبا اکرام نے اس کتاب کے آخر میں اشاریہ بھی دیا ہے جو اکثر کسی شاعری کی کتاب کے آخر میں نہیں دیا جاتا۔ ان کی شخصیت متاثر کن ہے اور وہ اپنی ذات کو نمایاں نہیں کرتے۔ یہ فکری اور عملی اعتبار سے سچے پاکستانی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری میں درد و الم، تیکھا پن اور ان کی نظموں میں رومانیت کے احساسات ملتے ہیں۔ ان کی شخصیت کی یہ خاص بات ہے کہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ترقی پسندی کی خوشبو آتی ہے۔

صبا اکرام اپنی شاعری میں عالمی منظر نامہ بھی پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے دردِ دل رکھتے ہیں۔ آج کل جو اسلامی دنیا پر مشکلات آن کھڑی ہوئی ہیں ان سب کو انھوں نے اپنی نظموں کے ذریعے سے دکھایا ہے۔ ایک نظم "فلسطین" دیکھیے:

شام کی ننگی رانوں پر

پھر کچھ لالی رینگ رہی ہے

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تھکا تھکا سا سورج

دور سمندر پار

آزادی کی مورت کے سائے میں

پل دو پل آرام کی خواہش کے ٹوٹے شیشے سے

اپنے پاؤں کو زخمی کر لیتا ہے

لنگڑاتا لنگڑاتا آگے بڑھ جاتا ہے

آگ اور خون کا قصہ

صبح سویرے

شہر میں آ کر دہرانے کو (۶)

معاشرے کی خوشیوں کو حسرت سے دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے دن پھر جائیں۔ علامہ اقبال کی طرح یہ بھی مسلمانوں کے مصلح بننے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ شریعت پر عمل درآمد ہو۔ آج کل ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی عمل باقی نہیں رہا۔ اس کے ساتھ وہ بتا رہے ہیں کہ دہشت گرد جو جنت کے لالچ میں بغیر دیکھے مسلمانوں کا ہی قتل عام کر رہے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ جو راستہ ہم نے اپنایا ہے وہ بالکل ٹھیک نہیں۔ ان کو قرآن کی غلط تشریح بتائی گئی ہے اس حوالے سے ایک نظم "اذان تو آج بھی گونجی" ملاحظہ ہو:

نہ جانے کس جنوں میں

آج اپنے گھر سے نکلے تھے

کہ وہ شیطان پہ کنکر پھینکنے والے

خدا کے گھر پہ ہی

پتھراؤ کر بیٹھے

اذاں تو آج بھی گونجی

Vol.3 No.3 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مگر کرفیو میں کوئی آدمی

گھر سے نہیں نکلا! (۷)

مندرجہ بالا نظم میں خوف کی فضا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صبا اکرام کی شاعری متاثر کن ہے۔ انھوں نے مسلمان پر ہونے والے خدشات کے بارے میں بتایا ہے۔ ان کی ایک اور نظم 'نظر ڈھونڈتی رہی" میں شاعر ان لوگوں کا تذکرہ تمثالی انداز میں کرتے ہیں جو اپنے وطن کی مٹی سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ ان کے خیال میں محمد علی جناح اور علامہ اقبال جیسے لوگ جو وطن کی خاطر اپنا تن من دھن سب قربان کر دیتے تھے اب باقی نہیں رہے۔ وہ لوگ جو صبح کے وقت کھلنے والی کلیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ اب شاعر کی نظر ایسے تمام لوگوں کو ڈھونڈ رہی ہے۔ صبا اکرام اپنے لوگوں کے غلط رویے پر بھی طنز بھی کرتے ہیں اور ان کی بغاوت گالی گلوچ تک بھی اتر آتی ہے۔ وہ اپنی روایات کو اپنانے کا درس دیتے ہیں نہ کہ مسلمانوں کی عزت اچھالنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ انھوں نے ایسی ایک نظم "رشتہ، بے رشتگی کا" میں یہی بیان کیا ہے۔ جس میں ایسا واقعہ بیان کیا گیا جب افغانستان میں امریکی فوج آئی تھی تو ان کا استقبال کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اجنبی چہروں کے سواگت کے لیے

پھیلائے دونوں ہاتھ

مادر زاد ننگے لوگ

گھر میں سارے کپڑے

چھوڑ آئے تھے

کسی کونے میں کھونٹی پر

کُلہ بھی تانگ آئے تھے (۸)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم خود بالکل ٹھیک ہو جائیں تو بیرونی طاقت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن ہم انگریزوں کی وضع کو اپنانا پسند کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس کی بعض نظمیں دونوں مجموعوں میں شامل ہیں جس میں آئینے کا آدمی، اگنی پرکشا، جنم بھومی کے لیے ایک نظم، ستیہ، جنگی قیدیوں کے کیمپ میں ایک عہد، قاتل، سیلاب

Vol.3 No.3 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کے بعد، نسل بے چہر گان، قصہ نئی لکیروں کا اور لچھمن ریکھا وغیرہ۔ اس میں پتا نہیں مصنف کا کیا خیال ہے کہ یہ نظمیں دونوں کتابوں میں کیونکہ شامل کیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یہ غزلیں یقینا بہت اچھی ہیں ان میں خوبصورت استعارے اور علامتیں استعمال کی گئی ہیں۔ ان علامتوں اور استعاروں کے پیچھے جو حالات بیان کیے ہیں وہ عصر حاضر کے معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں معاشرتی ناانصافیاں، معاشرتی سیاسی ماحول اور معاشی سسٹم وغیرہ ہیں۔

صبا اکرام زبان پر قدرت رکھتے ہیں وہ لفظوں کی بازی گری کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا ہے کہ ادیب جب علامتوں کا استعمال کرتا ہے تو اس کی تحریریں بوجھل ہو جاتی ہیں۔ ان میں ادیب وہ معانی اخذ نہیں کر سکتا جس کی وہ خواہش رکھتا ہو مگر صبا اکرام کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ یہاں علامتیں ان کی غلام ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نظم پڑھنا شروع کریں تو وہ بات ہمارے اوپر سے گزر جائے لیکن یونہی ہم نظم کے اختتام تک جائیں گے ہمارا ذہن فوراً اسی جانب راغب ہو جائے گا اور ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ شاعر کی نظر کس قدر گہری ہے۔ ایک نظم "ٹونکل ٹونکل لٹل سٹار" ملاحظہ ہو:

شام بیوہ کے بے داغ اجلے سے
ملبوس کی طرح
گہری اداسی میں لپٹی ہوئی ہے
مگر دھیمے لہجے میں
" ٹوئنکل-----" کی انگریزی کو تپاکو
کورس میں پڑھنے کی آواز
آتی ہے کیسی
ذرا کان اپنے زمیں سے لگا کر سنو! (۹)

اس نظم میں بظاہر یہی لگتا ہے کہ یہ پیاری سی نظم بچوں کو بہلانے کے لیے ہے مگر جب ہم اختتام کو پہنچتے ہیں تو آخری مصرع ہم پر رقت طاری کر دیتا ہے اور ہم زندگی کو عارضی تسلیم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک نظم "انتظار" ہے جس میں شاعر نے ایک دلہن کے جذبات کو ہم تک پہنچایا ہے کہ کس طرح ایک دلہن اپنے خاوند کے لیے اپنے آپ کو معطر کرتی ہے جشن کا سماں مہیا

Vol.3 No.3 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کرتی ہے، کاجل کی لکیریں کھینچتی ہے، سونی مانگ میں سندور بھرتی ہے لیکن اس کا شہزادہ پھر بھی نہیں آتا۔ یہ نظم جذبات کو ابھارتی ہے ہر انسان کے احساسات جاگ اٹھتے ہیں۔ اکثر نظموں کے اختتام پر تھوڑا نیچے شعر بھی دیا ہوتا ہے۔ شاید صبا اکرام کسی ہیئت کا تجربہ کر رہے ہیں۔ یہ بہت ہی منفرد طرز عمل ہے جو انتہائی خوبصورت ہے۔ ان کے الفاظ میں ایک جادو سا محسوس ہوتا ہے۔ ایک نظم "پاربتی کو ڈھونڈے" میں بھی صبا اکرام نے ایک اچھا احساس اجاگر کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ میرا من تو ایک مندر کی طرح ہے۔ جہاں شیو جی بیٹھے ہوئے ہیں جو ایک ناگ کی مالا پہنے ہوئے کبھی کنٹھ کی زینت اور کبھی رقص کرتا ہوا میری آنکھوں میں آ کر وہ باہر جھانکتا ہے کہ شاید اس کو پاربتی مل جائے۔

انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے اس کے ساتھ ساتھ خواہشات کا انبار بھی موجود ہوتا ہے اور ہماری خواہشات مرتے دم تک ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خواہشات ڈال دی ہیں اب یہ ہر لمحہ انسان کے ساتھ رہتی ہیں مگر اس پر قابو پالینے والا انسان ہی کامیاب ترین انسان ہوتا ہے۔ حالی کی "ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں" کے مصداق واقعی ہم ایک حالات پر قائم نہیں رہتے۔ ہماری خواہشات پر ہمارا قابو نہیں ہے۔ البتہ ہماری جائز خواہشات ہونی چاہئیں۔ یہ ساری چیزیں ہمیں صبا اکرام کی شاعری میں ملتی ہیں۔ ان کی شاعری جذبات اور احساسات کی شاعری ہے۔ یہ انسان کو کبھی مایوس کر دیتی ہے اور کبھی پُر امید۔ یہ ان کی نظموں اور غزلوں کا خاصہ ہے کہ اس میں تمثالی انداز میں ہر بری چیز کی تردید کی گئی ہے۔ ان کی شاعری کا یہ مجموعہ "آئینے کا آدمی" ایک اچھی نظموں کا مجموعہ ہے۔ اس کے بارے میں شمس الرحمن فاروقی لکھتے ہیں:

> " اچھا شاعر اس بات کو سمجھتا ہے کہ نظم کہنا اس لیے مشکل ہے کہ نظم کی کوئی رسومیات ہمارے یہاں قائم نہیں ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہر نظم کہنے کے لیے اس کی رسومیات بھی ایجاد کرنی ہوتی ہیں۔ لیکن اسے یہ بھی خوب معلوم ہے کہ رسومیات کے نہ ہونے کی وجہ نظم کہنا، اچھی غزل کہنے کے مقابلے میں کچھ آسان ہے۔ بشرطیکہ رسومات کی عدم موجودگی کو یا وہ گوئی کے لیے کھلی چھٹی نہ سمجھ لیا جائے۔ بہت سی باتیں بہت سے الفاظ بہت سے پیکر ایسے ہیں جو نظم میں کھپ جاتے ہیں۔ لیکن غزل انھیں قبول نہیں کرتی۔ نظم کی یہ سہولت کمزور شاعر کے لیے عدم توازن کے دروازے کھولتی

Vol.3 No.3 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہے اور مضبوط شاعر کے لیے احتیاط کے اشارے اور خطرے کی گھنٹی کا
حکم رکھتی ہے۔ صبا اکرام ان نکات سے اچھی طرح واقف ہیں۔" (۱۰)

صبا اکرام تو ایسے شاعر ہیں جو معاشرے کو گہری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دنیا میں ہونے والے تمام معاملات پر نظر رکھتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے تمام پریشانیاں ان کو چھو کر گزرتی ہیں۔ شاعر چونکہ معاشرے کا ایک حساس فرد ہوتا ہے۔ اس لیے یہ چیزیں ان کے لب ولہجہ میں بھری پڑی ہوتی ہیں۔ جس کو وہ تحریر میں لا کر اپنے آپ کو اس غم سے آزاد کرتا ہے۔ روز بروز ملک کے بدلتے ہوئے منظر نامے ان ادیبوں سے دور نہیں ہوتے ہیں۔ ایک نظم "تمام اخبار بند کر دو" دیکھیے:

تمام ا خبار بند کر دو
کہ صبح ہونے کے ساتھ
اچھی بری خبر پر
یہ روز مر مر کے
اپنے جینے کا
اور جی جی کے روز مرنے کا
سلسلہ تو
نئی خبر نہیں ہے ۱۱

اس نظم میں بتایا گیا ہے کہ آج کل ظلم اتنا بڑھ چکا ہے کہ روز قتل ہو رہے ہیں۔ دھماکے ہو رہے ہیں، قوم کو لوٹا جا رہا ہے، لوگوں کے ساتھ بے انصافیاں کی جا رہی ہیں۔ اور یہی منظر نامہ اخبار روز لوگوں کو بتاتا ہے۔ انہیں اس لیے بند کر دو کہ ان کی خبریں سن سن کر اب ہمارے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچتی۔ اب ہم ایسی خبروں کے عادی بن چکے ہیں۔ ایک نظم "زنجیر" کا لفظ بھی علامتی استعمال ہے۔ صبا اکرام نے زنجیر سے مراد انسان کا اپنا ضمیر لیا ہے جس میں انسان ہمیشہ جکڑا رہتا ہے۔ لیکن انسان پھر بھی ضمیر کے خلاف چلتا ہے اور برائیاں کرتا رہتا ہے۔ اس کا ضمیر آواز دیتا رہتا ہے لیکن وہ اس سے بے خبر رہتا ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی کی وجہ سے زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے انسان گھر سے نکلتا ہے تو گھر واپسی کا پتا نہیں ہوتا کہ بخیریت پہنچ پائے گا یا نہیں۔ نا معلوم وجوہات کی بنا پر قتل کیے جاتے ہیں۔ مرنے والے کو خبر نہیں ہوتی کہ مجھے کیوں مارا جا رہا ہے اور

Vol.3 No.3 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مارنے والے کو پتا نہیں ہوتا کہ میں اسے کیوں مار رہا ہوں۔ صبا اکرام نے ایسی دہشت گردی کا منظر نامہ اپنی نظم "شبھ نام" میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

موت بے نام ہے
بے نسل ہے
شہریت اس کی کوئی نہیں ہے
مگر ساری دنیا کا ویزا لیے گھومتی ہے
کہ بہروپ کی کینچلی یہ بدل لے
تو پل میں ہیرو شیما
پل میں یہ بغداد ہے
اُجڑے خیموں کی کابل میں روداد ہے
ساحلوں، ساحلوں سڑتی گلتی ہوئی
لاکھوں لاشوں سے اٹھتے تعفّن
کی یلغار ہے ۱۲

جب ایک انسان حالات کا مارا ہوا ہوتا ہے تو کوئی اس کا ساتھی نہیں ہوتا۔ معاشرے کی بے اعتنائی اس کو ذلیل و رسوا کر کے معاشرے سے الگ کر دیتی ہے۔ اس حوالے سے ان کی ایک بہت ہی خوبصورت نظم "دوست" ہے۔ جس میں اندھیرا ہی شاعر کا سب سے بڑا رفیق ہے جو اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔ جب پوری دنیا اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو اندھیرا اس کا بہت ہی اہم ساتھی ہوتا ہے۔ جب اس کو دکھ درد ہوتا ہے یا زندگی کی تصویریں اس کو طنز کرتی ہیں تب بھی اندھیرا اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

صبا اکرام دنیا کی پریشانیوں کو محسوس کر کے پریشان تو ہوتے ہیں۔ لیکن زندگی سے ہارتے نہیں ہیں ان کے لہجے میں رجائیت ہے اور وہ اس دنیا میں ایسی بنیاد چاہتے ہیں۔ جو ہمارا کھویا ہوا وقار واپس لے آئے اس حوالے سے ان کی ایک نظم "بنیاد" ملاحظہ ہو۔

چلو چل کے ڈھونڈیں
کوئی درد ایسا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جو تڑپائے ہم کو، تمھیں
اور ہم سب کو
بے سمت رستوں کی بے سمتیاں
ایک منزل کی جانب بڑھیں
خون سے خون باتیں کرے
اور سوکھی رگوں کی پگھاؤں میں کھوئے
ہڑپا کی
موئن جوداڑو کی
اجڑی ہوئی رونقوں کی سیہ راکھ میں
ہاتھ ڈالیں تو صدیوں سے اس میں دَبا
کوئی بے رنگ سکہ ہی مل جائے ۱۳

صبا اکرام کے ہاں ہمیں ہر قسم کے موضوعات مل جاتے ہیں۔ انھوں نے جدید نظم میں اہم نام کمایا ہے۔ ان کے ہاں ہمیں نثری نظم کوئی بھی نہیں ملتی۔ انھوں نے پابند نظمیں بھی نہیں لکھی بلکہ ہمیں صرف آزاد نظم ہی ملتی ہے جس کا آغاز نذر محمد راشد اور ان کے رفقا نے کیا تھا۔ بہر حال زمانے کے ساتھ ساتھ صبا اکرام کی شاعری میں ہمیں جدت طرازی سے سابقہ پڑ تا ہے۔

"آئینے کا آدمی" ایک خوبصورت نظموں کا مجموعہ ہے جس کا نا صرف پاکستان بلکہ ہندوستان میں بھی اس کا چرچا ہے اور شمس الرحمن فاروقی جیسے بڑے نقادوں نے بھی اس کا لوہا مانا ہے۔ بلکہ وہ تو ان کی علامات اور نظموں کے طرز کا بھی معترف ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے نامور ناقدین نے اس کی شاعری کا جائزہ لیا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صبا اکرام واقعی موجودہ عہد کا ایک حساس شاعر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صبا اکرام، آئینے کا آدمی، میڈیا گرافکس، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۵

Vol.3 No.3 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۲۔روزنامہ ایکسپریس،اتوار،۱۸ستمبر،۲۰۱۶ء،کراچی

۳۔صبااکرام، آئینے کا آدمی،ص۴۶،۴۵

۴۔ایضاً،ص۴۹

۵۔ایضاً،ص۵۰

۶۔ایضاً،ص۵۳

۷۔ایضاً،ص۵۸

۸۔ایضاً،ص۶۱

۹۔ایضاً،ص۵۶

۱۰۔ایضاً،ص۱۴

۱۱۔ایضاً،ص۹۲

۱۲۔ایضاً،ص۱۰۳

۱۳۔ایضاً،ص۱۱۸